اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اللہ اکبر

الفضل

روزنامہ

قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر
غلام نبی

ترسیل زر
بنام منیجر روزنامہ
الفضل ہو

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۸ؔ

شرح چندہ
پیشگی
سالانہ ؏
ششماہی ۴/۸
سہ ماہی ۲/۱۲
ماہانہ ۱۴

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۴	۴ جمادی الاوّل ۱۳۵۵ھ	یوم جمعہ	مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۳۶ء	نمبر ۲۱

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ جولائی۔ آج دھرمسالہ سے بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کل بروز جمعرات بارہ بجے کی ٹرین سے تشریف لائیں گے۔ انشاء اللہ۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں خدا تعالےٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پاک دل بنو۔ اور نفسانی کینوں سے الگ ہو جاؤ

"اے میری جماعت۔ خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو۔ وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرۃ کے لئے ایسا تیار کرے۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے خوب یاد رکھو۔ کہ دُنیا کچھ چیز نہیں ہے۔ لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دُنیا کے لئے ہے۔ اور بدقسمت ہے وہ جس کا تمام ہم و غم دُنیا کے لئے ہے۔ ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے۔ تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے۔ جو پھل نہیں لائیگی۔ اے سعادت مند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو۔ جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔ تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو۔ اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب پر ہی بھروسہ کرتا ہے۔ وہ مشرک ہے۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے۔ کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں۔ سو تم پاک دل بن جاؤ۔ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ۔ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں۔ مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے۔ اگر تکبر نہ ہوتا۔ تو کوئی شخص کافر نہ رہتا۔ سو تم دل سے مسکین بن جاؤ۔ عام طور پر بنی نوع انسان کی ہمدردی کرو۔ جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کے لئے وعظ کرتے ہو۔ سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دُنیا میں ان کی بدخواہی کرو۔ خدا تعالےٰ کے فرائض کو دلی خوف سے بجا لاؤ۔ کہ تم اُن سے پوچھے جاؤ گے۔ نمازوں میں بہت دعا کرو۔ کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے۔ اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔ کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی جو دُور ہوتی ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کی قوت سے دُور ہوتی

فوری ضرورت ہے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پرائیویٹ سیکرٹری کی خدمات ادا کرنے کے لئے ہمیں ایک ایسے احمدی نوجوان کی ضرورت ہے۔ جو (۱) پہلے دفتری کام کا تجربہ رکھتا ہو۔ اور نگرانی کر سکتا ہو۔ (۲) صحت اچھی ہو۔ (۳) انگریزی اور اردو میں عمدگی سے گفتگو اور ڈرافٹ کر سکتا ہو۔ (۴) مخلص۔ دیندار۔ خوش اخلاق۔ اور متحمل مزاج ہو (۵) دفتر میں آنے والے مہمانوں اور حاجتمندوں کے ساتھ کشادہ پیشانی اور خوش اسلوبی سے برتاؤ کر سکتا ہو۔ اور لوگوں سے جلد تعارف پیدا کر سکتا ہو۔ سفروں میں انتظام کی قابلیت رکھتا ہو۔ تنخواہ کا فیصلہ کام دیکھنے کے بعد ہو سکے گا۔ جو حسب لیاقت معقول تنخواہ دی جائے گی۔ جو صاحب پہلے دفتری تجربہ نہ رکھتے ہوں۔ وہ بھی درخواست بھیج سکتے ہیں۔ ان کو ابتداء میں اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری کی جگہ دی جا سکتی ہے اس کی تنخواہ بھی معقول ہوگی۔

مرکز سلسلہ میں کام کرنے کا شوق رکھنے والے احمدی نوجوان فوراً اپنی درخواستیں مع نقول اسناد و تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ جماعت مقامی مجھے ارسال کریں۔ تمام درخواستیں جلد پہونچ جانی چاہئیں:۔ (ناظر اعلےٰ۔ قادیان)

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعاء

۱۔ عبد الغنی صاحب گلگت سے اپنے بیٹے کی بیماری کے واسطے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ ان کو جلد شفا بخشے (خاکسار مفتی محمد صادق عفی عنہ)

(۲) مرزا مبارک بیگ صاحب آنریری انسپکٹر بیت المال کی اہلیہ چار ماہ سے بیمار ہیں۔ ان کا چھوٹا بچہ بھی بیمار ہے۔ احباب ہر دو کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (ناظر بیت المال قادیان)

دعائے مغفرت

۱۔ میرے خالزاد بھائی ملک عبد الہادی خانصاحب جو محکمہ ہائیڈرو الیکٹرک میں بمقام امرتسر ملازم تھے۔ ۱۴ رجون ہال بازار امرتسر میں حرکت قلب کے یکایک بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار صفدر علی خاں اسسٹنٹ سٹورکیپر امرتسر۔ (۲) مستری موج الدین صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار حسین علی شاہ داعیوالہ سیداں ضلع سیالکوٹ (۳) خاکسار کی اہلیہ ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۱۶ رجولائی ۱۹۳۶ء کو رحلت کر گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھی۔ امانتاً اسے کھاریاں میں تابوت میں رکھکر دفن کیا گیا ہے مرحومہ نہایت نیک اور صالحہ تھی۔ اس کی یادگار ایک ساڑھے دس سالہ لڑکا اور اڑھائی سالہ بچی ہیں احباب مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ نیز دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم پسماندگان کو صبر عطا فرمائے خاکسار سعد الدین احمدی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ اے ڈی۔ آئی سکولز گوجرانوالہ (۴) اللہ دتا صاحب المعروف پیارا جماعت گوکھووال چک ۲۷۶ کے فوت ہو گئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار سید فضل محمد شاہ۔

دعائے نعم البدل

میری لڑکی امۃ الحفیظ قریباً چار ماہ بیمار رہنے کے بعد ۳ رجولائی کو فوت ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے نعم البدل کریں۔ خاکسار علی محمد بستی بزدار ضلع ڈیرہ غازیخان

ہمدردی کا اعلیٰ نمونہ

ایک احمدی بھائی کلکتہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

سیدنا و مولانا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بندہ کلکتہ میں سمنوں کی تعمیل کرانے کیلئے آیا ہوا ہے والد صاحب نے لنڈن میں کلکتہ کی ایک کمپنی کے خلاف دعویٰ کیا ہوا ہے۔ یہاں میں احمدی احباب کے پاس ٹھہرا ہوا ہوں۔ جو کہ میری ہر معاملہ میں مدد کر رہے ہیں میرے رشتہ دار بھی یہاں ہیں۔ لیکن میں اپنے احمدی بھائیوں کے پاس ہی ٹھہرا ہوں۔ اللہ تعالےٰ نے جس قوم کو جو دنیا میں کامیاب کرنا ہو۔ اس میں باہمی ہمدردی کا مادہ پیدا کر دیتا ہے۔ احمدیت کیوجہ سے میرے ساتھ یہاں کے احباب حسن سلوک کر رہے ہیں۔ ورنہ میرے جیسے کلکتہ میں کئی آتے ہیں جنکو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ حضور میرے لئے اور احمدی احباب کیلئے دعا [illegible]

احرار رسوا سر بازار

ان بیشمار قصائد میں سے جو احرار کی شان میں انکے بھائیوں نے گذشتہ ایک سال میں کہے۔ ذیل میں ایک تازہ قصیدہ اخبار "زمیندار" لاہور مورخہ ۲۰ رجون ۱۹۳۶ء سے درج کیا جاتا ہے۔ تا معلوم ہو سکے کہ یہ لوگ جو احمدیت کو مٹا دینا اپنی زندگی کا مقصد بتلاتے ہیں اپنے ہی گھر میں کسقدر ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں

رسوا سرِ بازار ہے احرار کی ٹولی — لعنت میں گرفتار ہے احرار کی ٹولی
کونوں میں ہیں دبکے ہوئے "مردانِ مجاہد" — رسوائی سے دوچار ہے احرار کی ٹولی
ازبس کہ سمجھتی تھی قیادت کو حق اپنا — بے یار و مددگار ہے احرار کی ٹولی
فطرت ہی میں جب قوم سے غداری ہے شامل — مجبور ہے لاچار ہے!! احرار کی ٹولی
کونسل کیلئے بیچ کے اسلام کی وحدت — عزت کی طلبگار ہے احرار کی ٹولی
لیکن یہی کہتی ہے مسلماں کی فراست — ذلت کی خریدار ہے احرار کی ٹولی
سب سمجھے تبلیغ کے کونسل کے لئے تھے — مکار ہے عیار ہے احرار کی ٹولی
شیرازۂ ملت جو کیا اس نے پریشاں — غدار ہے غدار ہے احرار کی ٹولی
بیگانوں سے ہے پیار تو اپنوں سے عداوت — دلدادۂ اغیار ہے احرار کی ٹولی
کچھ ملتِ بیضا سے نہیں اس کو سروکار — وابستۂ سرکار ہے احرار کی ٹولی
کچھ خوف خداوند نہ ہے شرمِ پیمبر — ایمان سے بیزار ہے احرار کی ٹولی
سر اپنا جو مسجد کی حفاظت میں کٹا دیں — کہتی انہیں "مردار" ہے احرار کی ٹولی
ناموس رسولِ عربیؐ کا نہیں کچھ پاس — یوں کہنے کو دیندار ہے احرار کی ٹولی
اغیار کی شہ پا کے غلامانِ نبیؐ سے — آمادۂ پیکار ہے احرار کی ٹولی
حق والوں کی ہر بات سے ہے آج اُسے نفرت — باطل کی پرستار ہے احرار کی ٹولی
جس کی بناء پر ہے فلک دشمنِ مسلم — اس حق کی نگہدار ہے احرار کی ٹولی
وہ موت جو تذلیل کے سب داغ مٹا دے — اس موت کی حقدار ہے احرار کی ٹولی

(محمد شریف چشتی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ الطیبین

ارشاد مبارک حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحب قادیان

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب سراج الاطبا حکیم مختار احمد صاحب ممتاز نے مرد و عورت کے باہمی تعلقات کی خوشگوار راہنمائی کیواسطے عام فہم اردو زبان میں قریب اڑھائی سو صفحہ کی ایک کتاب بنام ذوق شباب شائع کرکے ملک کے طبی لٹریچر میں ایک نہایت کارآمد اضافہ کیا ہے۔ فی زمانہ اس مضمون پر کئی ایک کتابیں کوک شاستر یا دوسرے ناموں سے شائع ہو چکی ہیں۔ مگر یہ کتاب اپنے مصنف کے نام کی طرح سب سے ممتاز ہے۔ نہایت قیمتی صدری نسخے بغیر کسی بخل کے اس میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ اور صرف یونانی طب کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ ویدک اور انگریزی اور طب جدید ہر لحاظ سے اس کتاب کو مکمل کیا گیا ہے۔ اور اطباء و عوام ہر دو کے واسطے اسے کارآمد بنایا گیا ہے۔ (دستخط۔ محمد صادق عفی عنہ) قیمت مجلد عہ۔ بے جلد عہ

ملنے کا پتہ: کتبخانہ دواخانہ طب جدید اندرون دہلی دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ

احمدیت کو مٹانے کا ادعا کرنے والے خود مٹ جائینگے

چونکہ پنجاب میں ہر جگہ احرار کو بے بھاؤ کی پڑ رہی ہیں۔ کوئی شریف انسان انہیں مُونہہ لگانے کے لئے تیار نہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے خلاف ان کے تمام دعوے باطل اور بالکل لغو ثابت ہو چکے ہیں اس لئے اب وُہ پنجاب یا اس کے قرب و جوار میں تو اس قسم کی بڑیں نہیں ہانکتے۔ جس قسم کی کچھ عرصہ قبل ہانکا کرتے تھے۔ اور جن کی ذریعہ عوام کی جیبیں خالی کراتے رہتے تھے۔ البتہ دور دراز کے علاقوں میں جا کر ایسا ہی کر رہے ہیں تاکہ وہاں کے ناواقف لوگوں کو دام تزویر میں پھنسا کر تنور شکم گرم کر سکیں چنانچہ احراری شریعت کے امیر اور ان کے صدر حال ہی میں جنوبی ہند میں پہنچے اور وہاں مختلف مقامات میں احمدیت کے خلاف تقریریں کیں۔ احرار کے نئے علمبردار اخبار "نیرنگ" (۱۲ جولائی) نے سُورت میں مولوی حبیب الرحمٰن کی تقریر کا جو خلاصہ درج کیا ہے۔ اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہے۔ کہ "مرزائیت کو مٹانا ہمارے نصب العین میں داخل ہے۔ نہیں بلکہ ہماری زندگی کا مقصد ہی یہی ہے"

یہ بڑ اگر پنجاب کے کسی حصہ میں ہانکی جاتی۔ تو باوجود اس کے کہ عوام کے دلوں میں احمدیت کے خلاف بغض و عداوت کا زہر بھرا ہوا ہے۔ پھر بھی ایسے سن چلے نکل آتے۔ جو پوچھ سکتے تھے۔ کہ گزشتہ دو اڑھائی سال میں ناخنوں تک کا زور لگانے اور مسلمانوں کا ہزارہا روپیہ ہڑپ کر جانے کے باوجود جماعت احمدیہ کا تم نے کیا بگاڑا ہے۔ کہ آئندہ کے متعلق خیال کیا جا سکے۔ تم اس مقصد میں کبھی کامیاب ہو سکو گے۔ لیکن یہ دعوے انہوں نے ایسے علاقہ میں کیا۔ جہاں کے لوگ عام طور پر نہ تو احرار کی اس ناکامی و نامرادی سے آگاہ ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے مقابلہ میں انہیں حاصل ہوئی۔ اور نہ اس ذلت اور رسوائی سے آگاہ ہیں۔ جو اپنے ہم عقیدہ اور ہم خیال لوگوں کے ہاتھوں انہیں پہونچ رہی ہے۔ لیکن احرار کے نادان دوست "نیرنگ" نے اپنے صفحات میں اسے جگہ دے کر مزید رسوائی کا سامان پیدا کر دیا ہے۔

اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ آج احرار کا یہ ادعا کہ وُہ احمدیت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ خود احمدیت کی صداقت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ کیونکہ احرار نے آج سب سے پہلے احمدیت کو مٹانے کا تہیہ نہیں کیا۔ بلکہ جب سے احمدیت کا ظہور ہوا ہے۔ اسی وقت سے ایسے لوگ کھڑے ہوتے رہے ہیں۔ اور آج تک کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا جبکہ احمدیت کے مخالفین انتہائی مخالفت میں مصروف نہ رہے ہوں۔ باوجود اس کے احرار کا اب یہ کہنا کہ وُہ احمدیت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں ظاہر کرتا ہے کہ ان سے پہلے احمدیت کو مٹانے کا ادعا کرنیوالے خود مٹ گئے۔ مگر احمدیت کو نہ مٹا سکے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے آج احمدیت پہلے سے بہت زیادہ طاقتور اور مضبوط ہے ورنہ اگر ان لوگوں کو جو بزعم خود احمدیت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہوتے رہے۔ اپنے مقصد میں کچھ بھی کامیابی حاصل ہو جاتی۔ اور وُہ احمدیت کو نقصان پہونچا سکتے۔ تو آج احرار اسے اپنی زندگی کا مقصد کیونکر کہہ سکتے تھے۔

غرض احرار کا یہ ادعا جو اب بہت دُور سے اور نہایت مدھم آواز میں سنائی دے رہا ہے۔ ہمارے نزدیک پرِ پشہ جتنی بھی وقعت نہیں رکھتا۔ ہم نے مخالفتوں کی آندھیوں۔ عداوتوں کے طوفانوں۔ اور دشمنیوں کے سیلابوں میں خدا تعالےٰ کے فضل سے پرورش پائی ہے۔ اور ہم پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ دُنیا کی کوئی طاقت نہ صرف احمدیت کو مٹا نہیں سکتی۔ بلکہ احمدیت کی ترقی کو بھی نہیں روک سکتی۔

پس جبکہ ہمارا تجربہ اور مشاہدہ یہ ہے اور اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اگر ہمیں اپنے مال کا ایک ایک پیسہ۔ اور اپنے جسم کا ایک ایک ذرہ بھی احمدیت کے لئے قربان کرنا پڑے تو یہ ہمارے لئے نہایت سستا سودا اور ہمارے لئے دین و دُنیا کی کامیابی کا باعث ہوگا۔ تو پھر کس طرح ممکن ہے۔ کہ احرار اور وُہ احرار جو کوڑی کوڑی پر اپنا دین و ایمان بیچتے پھرتے ہیں۔ جو ملک و ملت کے غدار ثابت ہو چکے ہیں۔ احمدیت کو مٹا سکیں۔ اور اپنے اس ناپاک مقصد میں کامیاب ہو سکیں جس کا اظہار وُہ محض عوام کو فریب دینے کے لئے کر رہے ہیں۔ اور جس کی حقیقت سے وُہ خود بھی اچھی طرح واقف ہیں۔

غور تو فرمایئے۔ جو قوم دُنیا کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔ اُسے کوئی بڑی سے بڑی طاقت مٹا نہیں سکتی۔ اور اس قسم کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں۔ کہ ایک قلیل التعداد اور نسبتاً بے سروسامان قوم نے نہایت ادنے اور معمولی حالت سے اُٹھ کر بڑی بڑی طاقتوں اور حکومتوں کو سرنگوں کر دیا۔ پھر اس جماعت کو کون مٹا سکتا ہے جس کا دعوےٰ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اسلام کو تمام ادیان پر غلبہ عطا کرنے کے لئے اسے کھڑا کیا ہے۔ اور وُہ دیکھ چکی ہے۔ کہ آج تک مخالفین اور معاندین کی کوئی کوشش اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہونچا سکی احرار ذرا اپنے گریبان میں ہی مُونہہ ڈال کر دیکھ لیں۔ کہ جب وُہ احمدیت کو مٹانے کا تہیہ کر کے اُٹھے تھے۔ اس وقت ان کی کیا حالت تھی۔ کس طرح اُن کی آؤ بھگت کی جاتی تھی۔ کس طرح ان پر ہزارہا روپیہ نچھاور کیا جاتا تھا کس طرح ان کے گُن گائے جاتے تھے۔ لیکن آج ان کی کس قدر گت بن رہی ہے۔ کیونکہ انہیں ذلیل و رسوا کیا جا رہا ہے۔ اور کس طرح ان کی مٹی پلید کی جا رہی ہے۔ اگر اس قدر ذلت و رسوائی عبرت کا سبق پڑھانے کے لئے کافی نہیں۔ تو فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَکُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ۔ اور دیکھو۔ پردۂ غیب سے کیا ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور وُہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہوگا۔ کہ احمدیت کو مٹانے کا خیال بھی دل میں لانے والے خود مٹ جائیں گے۔ اور اس طرح مٹ جائیں گے کہ ان کا کوئی نام لیوا بھی نہ رہے گا۔

کانگرس کے حسابات کے متعلق عام اعلان

ہندو لیڈروں میں ایک بہت بڑی خوبی جو پائی جاتی ہے۔ وُہ یہ ہے کہ وُہ باوجود اعلےٰ قابلیت رکھنے اور دن رات اپنی قوم کی خدمت میں لگے رہنے کے قومی سرمایہ سے بہت قلیل معاوضہ وصول کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی پبلک سے قومی کاموں کے لئے جو کچھ وصول کرتے ہیں۔ اس کا حساب بہت باقاعدہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کسی ہندو لیڈر پر قومی سرمایہ کو خورد برد کرنے کا شاذ ہی الزام عائد کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں عام طور پر مسلمان لیڈر قومی چندہ کو اپنی میراث سمجھ لیتے۔ اور پھر اس بے دردی سے اسے ہڑپ

سابقہ خطوط کی تشریح میں مولنا ابوالکلام آزاد کے تازہ خطوط

کیا نزولِ مسیحؑ کی خبر محض آثارِ قیامت کے سلسلہ میں دی گئی ہے؟

(۲)

امت محمدیہؐ کے دو عظیم الشان گروہ

مولنا ابوالکلام آزاد نے اپنے سابقہ خطوط کی تشریح میں جو امور بعض اصحاب کے نام اپنے خطوط میں بیان کئے۔ ان میں سے ایک امر پر "الفضل" کی ایک گذشتہ اشاعت میں روشنی ڈالتے ہوئے بتایا جا چکا ہے۔ کہ آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم میں اللہ تعالےٰ نے تکمیل دین کا اظہار کیا ہے مگر ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ میں تکمیل اشاعتِ دین کا وعدہ ہے۔ اور گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تکمیل دین ہو چکی لیکن تکمیل اشاعتِ دین کے لئے گو درحقیقت یہ کام بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آخرین میں ایک اور بعثت مقدر کر رکھی تھی کیونکہ امت محمدیہ کے دو حصے ہی خصوصیت کے ساتھ عظمت و شان رکھتے ہیں۔ ایک اولین کا اور دوسرا آخرین کا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ثلۃٌ من الاولین و ثلۃٌ من الآخرین۔ یعنی اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے اور اسلام کو دنیا میں پھیلانے والا ایک گروہ تو پہلوں میں سے ہوگا اور ایک گروہ پچھلوں میں سے۔ اور جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اس آیت کی تشریح میں فرمایا ہے "ھما جمیعًا من امتی" (اتقان جلد ۲ صہ ۲۰۳) یعنی یہ دونوں گروہ میری امت میں سے ہونگے

آخرین کے کارہائے نمایاں

اسی طرح ایک اور موقع پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخرین کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ انہ سیکون فی آخر ھذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یأمرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و یقاتلون اھل الفتن (مشکوٰۃ کتاب الفتن) یعنی اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جس کا مرتبہ اور جس کا اجر وہی ہوگا۔ جو اس امت کے اولین کا ہے۔ ان لوگوں کی علامت یہ ہے۔ کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرینگے۔ اور اہل فتن کا مقابلہ کرینگے۔ پھر فرماتے ہیں۔ مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ۔ (مشکوٰۃ باب ثواب ھذہ الامۃ) کہ میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے جس کے متعلق یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ کہ اس کا پہلا حصہ افضل ہے یا آخر۔ گویا اولین و آخرین کی آپس میں اس قدر مشابہت ہوگی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ان دونوں میں سے افضل جماعت کونسی ہے؟

فارسی الاصل موعود کی بشارت

پھر احادیث سے ثابت ہے۔ کہ جب سورہ جمعہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ تو صحابہؓ اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ یہ آخرین کون ہیں؟ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب نہ دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے دوبارہ سوال کیا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پھر بھی خاموش رہے۔ لیکن جب تیسری بار انہوں نے سوال کیا۔ تو لکھا ہے۔ فوضع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یدہٗ علی سلمان ثم قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہٗ رجل او رجال من ھؤلاء (بخاری کتاب التفسیر) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ پر جو اس مجلس میں موجود تھے۔ اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائیگا۔ تو ایک رجل فارسی یا کئی مردانِ خدا جو فارسی الاصل ہونگے۔ دین کو ثریا سے زمین پر لے آئینگے۔

اس حدیث میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا من ھؤلاء کہنا یہ بتانے کے لئے تھا کہ ایسا شخص سلمان فارسی کی نسل میں سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا۔ تو آپ من ھذا فرماتے۔ لیکن آپ نے من ھؤلاء کہکر بتایا کہ وہ قوم فارس میں سے ہوگا۔ یعنی فارسی الاصل ہوگا۔ چنانچہ دوسری روایت میں یہ الفاظ آتے ہیں۔ فضرب علیٰ فخذ سلمان فقال قوم ھذا (دیلمی صہ ۱۶۳) یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسیؓ کی ران پر ہاتھ مار کر فرمایا "اس کی قوم"

ان احادیث سے ثابت ہے۔ کہ

(ا)۔ امت محمدیہ کے دو گروہ اللہ تعالےٰ کے حضور خاص عظمت و شان رکھنے والے ہیں۔ ایک اولین کا اور دوسرا آخرین کا۔

ب۔ جس طرح اولین میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اسی طرح آخرین میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری بعثت ہوگی۔ مگر وہ دوسری بعثت المسیح آخرھا (مشکوٰۃ باب ثواب ھذہ الامۃ) کے مطابق مسیح موعود کی صورت میں ہوگی۔

ج۔ مسیح موعود فارسی الاصل ہوگا۔

د۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سخت گمراہی کے زمانہ میں ہوئی اسی طرح مسیح محمدیؐ بھی جو فارسی الاصل ہوگا اس زمانہ میں آئیگا۔ جو سخت تاریک ہوگا۔ ایمان ثریا پر جا چکا ہوگا۔ اور قرآن کریم کے احکام پر عمل اٹھ چکا ہوگا۔

ہ۔ مسیح موعود کے ماننے والے صحابہؓ کے رنگ میں رنگین ہو کر صحابی کہلانے کے مستحق ہوں گے۔ جس کی طرف منھم کا لفظ اشارہ کرتا ہے۔

و۔ مسیح موعود کا کام کوئی نئی شریعت لانا نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ اسلام کا دوبارہ احیاء کریگا۔ ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔ اور قرآن مجید کے احکام کی طرف لوگوں کو متوجہ کرے گا۔

ز۔ مسیح موعود کے انفاس قدسیہ اور اس کی توجہ باطنی سے ایک ایسی جماعت پیدا ہو جائے گی۔ جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ جہاں ایک طرف مسلمانوں کی اندرونی اصلاح کے لئے کوشاں ہوگی۔ وہاں دوسری طرف غیر مذاہب کی طرف سے اسلام کے خلاف جو فتنہ برپا کیا جا رہا ہوگا۔ اس کا مقابلہ کرے گی۔ اور اسلام کی صداقت غیر مذاہب پر ثابت کر کے ان پر حجت تمام کریگی۔

اسلام کے دوبارہ احیاء کے لئے آخری دورِ سعادت

غرض قرآن کریم اور احادیث نبویہ تکمیل دین کے باوجود ایک اور عظیم الشان دورِ سعادت کی خبر دے رہی ہیں۔ جس دورِ سعادت میں اسلام کا دوبارہ احیاء اور اس کی اشاعتِ کاملہ مقدر ہے۔ اور جس کی طرف آیت قرآنی لیظھرہٗ علی الدین کلہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ یہی وہ چیز ہے۔ جسے ہم تکمیل اشاعت دین سے موسوم کرتے ہوئے بتا چکے ہیں۔ کہ اسلام کی تکمیل کے لئے درحقیقت دو چیزوں کی ضرورت تھی۔ ایک تکمیل احکام کی۔ اور ایک تکمیل اشاعت احکام کی۔ اسلامی احکام کی تکمیل گو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہو چکی۔ مگر اسلامی احکام کی اشاعت آپ کے زمانہ میں نہیں ہوئی کیونکہ کامل اشاعت کے وسائل آپ کے زمانہ میں مہیا نہ تھے۔ یہ کام قسام ازل نے مسیح موعود کے سپرد کیا تھا جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فارسی الاصل بتا کر جہاں پہلے مسیح کے امت محمدیہ میں آنے کو ممتنع قرار دیا۔ وہاں ثریا سے ایمان کو واپس لانے کا کام اس کے سپرد کر کے بتا دیا۔ کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے گا۔ بلکہ قرآن مجید کی اشاعت اور اسلام کی خدمت ہی اس کا نصب العین ہوگا۔

تکمیل دین کے باوجود مصلحین کی آمد کا اعتراف

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے سابقہ خطوط میں یہ سوال اٹھایا تھا۔ کہ تکمیل دین کے بعد کسی نئے ظہور کی ضرورت نہیں ہو سکتی۔ اور اگر ہو۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا۔ کہ اسلام اپنے دعویٰ اکملیت میں نعوذ باللہ صادق نہیں ممکن ہے یہی سوال اس جگہ پھر پیدا ہو۔ کہ اکملیت اسلام کے بعد کسی نئے ظہور کو تسلیم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اور گو اس سوال کا مفصل جواب اشاعت ہائے ماسبق میں عرض کیا جا چکا ہے لیکن اس وقت اس سوال کے جواب میں مولانا آزاد ہی کی ایک تحریر کو پیش کیا جاتا ہے آپ اپنی تصنیف "مسئلہ خلافت و جزیرۂ عرب" میں تحریر فرماتے ہیں:-

"منصب نبوت مختلف اجزائے نظر و عمل سے مرکب ہے۔ ازاں جملہ ایک جز وحی و تنزیل کا مورد ہونا۔ اور شریعت میں تشریح و تاسیس قوانین کا اختیار رکھنا ہے۔ یعنی قانون وضع کرنا۔ اور اس کے وضع و قیام کی معصومانہ و غیر مسئولانہ قوت۔ اس جزر کے اعتبار سے تو نبوت آپ کے وجود پر ختم ہو چکی تھی۔ اور قیامت تک کے لئے شریعت و قانون کے وضع و قیام کا معاملہ کامل ہو چکا تھا۔ جب نعمت کامل ہو گئی۔ تو پھر کامل چیز ہی کو ہمیشہ باقی رہنا چاہیئے۔ اس کی جگہ کسی دوسری چیز کا آنا نقص کا ظہور ہو گا نہ کہ تکمیل کار کا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ لیکن منصب نبوت اس اصلی جزر کے ساتھ بہت سے تبعی اجزاء پر بھی مشتمل تھا۔ اور ضرور تھا۔ کہ اُن کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے۔ امت کے قیام اور سعادت و ہدایت کے بقا کے لئے ان کا سلسلہ تاقیامت جاری رہنے والا تھا۔ اور جاری رہا۔ اس چیز کو مختلف احادیث میں مختلف تعبیرات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے لئے محدث (بالفتح) کا مقام بتلایا گیا۔ علماء کو انبیاء کا وارث کہا گیا۔ انبیاء بنی اسرائیل سے تشبیہ دی۔ مبشرات صادقہ کو نبوت کا چالیسواں جز قرار دیا۔ لَمْ یَبْقَ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ۔ حدیثِ تجدید بھی اسی سلسلہ میں داخل ہے۔ پس خلفائے راشدین کو جو نیابت پہونچی۔ اس میں وحی و تشریع کی قائم مقامی تو نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن اور تمام اجزاء و خصائص نبوت کی نیابت داخل تھی"۔

(صفحہ ۲۰)

بروز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت

مذکورہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مولانا آزاد اعلانِ الٰہی اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ پر ایمان لانے کے باوجود محدثین، مجددین اور انبیاء علیہم السلام کے نائبین کے وقتاً فوقتاً آنے کے قائل ہیں۔ اور اسے اکملیت دین کے منافی قرار نہیں دیتے بعینہٖ اسی طرح ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اسلام کامل ہو چکا۔ اور اس کے کسی حکم میں ترمیم یا تنسیخ یا کمی یا ایزادی نہیں ہو سکتی۔ لیکن تکمیل اشاعت دین بالکل اور چیز ہے۔ اور اس کا دروازہ امتِ محمدیہ کے لئے کھلا ہے اور جیسا کہ قرآن اور احادیث سے ثابت ہے۔ اس میدان کا شہسوار مسیح موعودؑ ہے جس کے ہاتھوں ادیانِ باطلہ پر غلبۂ اسلام مقدر ہے۔ اسی لئے مسیح موعود پر ایمان لانا۔ اور اس کی جماعت میں شامل ہونا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ وہ بروز ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ اور نائب ہے سید المرسلین اور خیر الاولین والآخرین کا۔ چنانچہ بانیٔ سلسلۂ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی بناء پر فرمایا:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تنزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمدؐ ہوں۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ پس اس طور سے خاتم النبیینؐ کی مُہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا۔ نہ کوئی اور یعنی جب میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدیؐ معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کونسا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا"۔

(ایک غلطی کا ازالہ)

مولانا آزاد کی پیش کردہ تین باتوں میں سے پہلی بات کا جواب دینے کے بعد اب ہم ان کی دوسری بات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:-

مسیح موعودؑ کا انکار کفر ہے

مولانا لکھتے ہیں:-

"نزولِ مسیحؑ کی خبر محض آثارِ قیامت کے سلسلہ میں دی گئی ہے۔ مسلمانوں کی نجات و سعادت کے معاملہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں"۔

مولانا آزاد کا یہ خیال نصوصِ قرآنیہ و حدیثیہ سے کہاں تک مطابقت رکھتا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کہنا پڑتا ہے۔ کہ مولانا کا یہ خیال بھی اُن کے بعض اور خیالات کی طرح حقیقت سے کوسوں دُور ہے۔ وجہ یہ کہ حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی روایات کے مطابق ایک نبی اور رسول کی حیثیت میں ہے۔ اور نبوت و رسالت کا انکار سخت وعید کا حامل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید بیان کرتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو بعض رسولوں پر ایمان لاتے۔ اور بعض کا انکار کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا۔ وہ پکے کافر ہیں۔ اسی بناء پر قرآن مجید نے حضرت نوحؑ کے منکروں کو تمام رسولوں کے منکر اور حضرت ہودؑ کے منکروں کو تمام رسولوں کے منکر قرار دیا۔ حالانکہ وہ اپنے اپنے زمانہ کے ایک رسول کے ہی منکر تھے۔ اور چونکہ یہ سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ ایک رسول کے انکار سے تمام رسولوں کا منکر ہونا کیونکر لازم آسکتا ہے۔ اس لئے متقدمین نے اس سوال کو اسی صورت میں حل کیا۔ کہ فَمَنْ کَذَّبَ وَاحِدًا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَقَدْ کَذَّبَ جَمِیْعَھُمْ (خازن جلد ۳ صفحہ ۱۳۲) یعنی اگر کوئی شخص یا کوئی قوم ایک رسول کو بھی جھٹلاتی ہے۔ تو اس کے متعلق یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس نے تمام نبیوں کو جھٹلا دیا۔ پس جبکہ مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا قرآن و حدیث کے رُو سے ایک ثابت شدہ امر ہے۔ تو خواہ حضرت مسیح کے نزول کو مولانا آزاد آثارِ قیامت میں سے ہی قرار دیں۔ بہرحال ان پر ایمان لانا ضروری ہوا اور ان کا انکار کفر قرار پایا۔

اگر مولانا آزاد یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ کہ حضرت مسیحؑ بحیثیت نبی نازل ہونگے۔ بلکہ وہ حضرت مسیحؑ کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہوں۔ کہ وہ نبوت کے عہدہ سے معزول ہو کر امت محمدیہ کے خلفاء و مجددین کی حیثیت میں آئیں گے۔ تو گو یہ حضرت مسیحؑ کی شدید ہتک ہے۔ کہ نبوت کے عہدۂ جلیلہ سے ان کا عزل تسلیم کیا جائے۔ لیکن اس سے قطع نظر اس صورت میں بھی مسلمانوں کے لئے حضرت مسیحؑ کو ماننا ضروری ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید بتاتا ہے۔ کہ خلفاء کا منکر فاسق ہوتا ہے (سورۂ نور) اور فاسق کا ٹھکانہ وہ جہنم بتاتا ہے۔ پس اس صورت میں بھی اگر مسلمان حضرت مسیحؑ کا انکار کریں گے۔ تو فاسق ہو کر الٰہی وعید کے نیچے آئیں گے

مسیح موعود پر ایمان لانیکی احادیث میں تاکید

پھر احادیث میں بھی مسیح موعود پر ایمان لانا اور اس کی دعوت کو قبول کرنا ضروری ٹھہرایا گیا ہے چنانچہ ابو داؤد میں آلِ محمدؐ کو تمکنت بخشنے والے مسیح موعود کی پیشگوئی بیان کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہ الفاظ درج کیے گئے ہیں۔ کہ وجب علٰی کل مؤمن نصرہ او قال اجابتہ (جلد ۲ کتاب المھدی مطبوعہ مصر صفحہ ۲۰۸) کہ ہر مومن پر فرض ہے۔ کہ اس کی مدد کرے اور اس کی دعوت کو قبول کرے۔ اسی طرح حدیث وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ میں بھی جو مولانا کے نزدیک "مسلم" ہے۔ ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جو مولانا آزاد کے ان ہر دو خیالات کی تردید کرتی ہیں۔ کہ (۱) نزولِ مسیحؑ کی خبر محض آثارِ قیامت کے سلسلہ میں دی گئی ہے۔ (۲) مسلمانوں کی نجات و سعادت کے معاملہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

اس حدیث میں مسیح موعود کو حکم عدل قرار دیا گیا ہے۔ یعنی وہ دینی امور میں فیصلہ کرنے والا ہو گا۔ اور جو جو بدعات دین میں پھیلی ہوئی ہونگی ان کو دور کرے گا۔ اور دلائل بینہ سے ثابت کر دیگا۔ کہ اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب باطل پر ہیں۔ اب اگر مسیح موعود کو ماننا اور اس کی باتوں پر ایمان لانا ضروری نہ ہو۔ تو مسیح موعود کا حکم بن کر آنا بالکل فضول ٹھہرتا ہے۔ پس مسیح موعود کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم عدل قرار دینا اس بات کا واضح ثبوت ہے۔ کہ مسیح موعود کو ماننا بھی ضروری ہو گا۔ ورنہ اس کے حکم کہلانے کا کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

وقد ورد فی اخبار خیر الکائنات علیہ افضل الصّلوٰۃ والتحیات ان المسیح یرفع الاختلافات ویجعلہ اللہ حکمًا فیما شجر بین الامۃ من اختلافات الاٰراء والاعتقادات فالذین یحکمونہ فی تنازعاتھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضٰی لرفع اختلافاتھم بل یقبلونہ لصفاء نیاتھم فاولٰئک ھم المؤمنون حقًا۔ واُولٰئک من المفلحین (نجم الہدیٰ ص۲۷) یعنی احادیث میں آتا ہے۔ کہ اختلافات دینیہ کو مسیح موعود آکر رفع کریگا۔ اور خدا اس کو امتِ محمدیہ کے آراء واعتقادات کے جھگڑوں کو مٹانے کے لئے بصورتِ حکم کھڑا کریگا۔ پس جو لوگ اس کا حکم مانیں گے۔ اور اس کے فیصلہ سے تنگ دل نہیں ہونگے اور صفائی نیت سے اُسے قبول کریں گے۔ وہی سچے مومن ہونگے۔

پھر فرماتے ہیں۔

"جو شخص حکم ہو کر آیا ہے۔ اس کا اختیار ہے۔ کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے۔ خدا سے علم پاکر قبول کرے۔ اور جس ڈھیر کو چاہے۔ خدا سے علم پاکر رد کرے"۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۱۴ طبع دوم)

اسی طرح فرماتے ہیں "اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے۔ تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے ہتھیار ڈال دو۔ اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو۔ تا تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک باتوں کی عزت کرنے والے ٹھہرو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شہادت کافی ہے وہ تسلی دیتے ہیں۔ کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حکم عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو کب ہوگی"۔ (تقریر بر مضمون جمع صلوٰتین مندرجہ فتاویٰ احمدیہ)

اعجاز احمدی میں بھی فرمایا۔

"حکم اس کو کہتے ہیں۔ کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے اور اس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے۔ ناطق سمجھا جائے" (ص۳۱)

غرض مسیح موعود کا حکم عدل ہونا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہے

ابطال نصرانیت اور ادیانِ باطلہ پر غلبۂ اسلام

پھر اس حدیث میں یکسر الصلیب کے الفاظ آتے ہیں۔ جن کا مفہوم یہ ہے۔ کہ مسیح موعود صلیب کو توڑیگا۔ مگر صلیب کے توڑنے کا کیا مطلب ہے۔ درحقیقت ان الفاظ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی۔ کہ مسیح موعود کے زمانہ میں عیسائیت کا زور ہوگا۔ اور وہ اس کے مذہب کو دلائل و براہین سے پاش پاش کریگا۔ چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری میں طیبی رحمۃ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ کہ کسر صلیب سے مراد ابطال نصرانیت اور اسلام کے احکام کا اجراء ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ قُلتُ فتح لی ھُنا من فیض الالٰھی وھو ان المراد من کسر الصلیب اظھار کذب النصاریٰ (جلد ۵ ص۵۸۴) کہ مجھ پر خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ بات کھولی گئی ہے۔ کہ کسر صلیب سے مراد نصاریٰ کے جھوٹ کا اظہار ہے۔ اسی طرح قتل خنزیر سے مراد ان لوگوں کی حیوانیت کو نیست و نابود کرنا ہے۔ جن کے اندر خنزیری صفات پائی جاتی ہوں۔ پس جبکہ مسیح موعود کا کام عیسائیت کے زور کو مٹانا اور اسلام کو غالب و برتر کرنا ہے۔ اور پھر اس کا کام یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں کے اخلاق درست کرے۔ اور ان کی روحانی موت کو حیات سے تبدیل کر دے۔ اور پھر جبکہ مسیح موعود کا کام لیظھرہٗ علی الدین کلہ کے مطابق تمام ادیانِ باطلہ پر اسلام کو غالب کرنا ہے۔ تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ مسیح موعود صرف آثارِ قیامت کے سلسلہ میں آجائے۔ اور دُنیا میں آکر کوئی کام نہ کرے۔ نہ عیسائیت کے زور کو مٹائے۔ نہ اسلام کے محاسن لوگوں پر ظاہر کرے۔ نہ لوگوں کے دینی جھگڑوں اور مناقشات کا تصفیہ کرے۔ اور نہ ادیانِ باطلہ پر اسلام کو غالب و برتر کرے۔ طرفہ تر یہ کہ لوگوں کے لئے بھی ضروری نہ ہو۔ کہ اس پر ایمان لائیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جب مسیح موعود کا نزول نعوذ باللہ ایسی ہی بے معنی چیز ہے۔ کہ کسی متنفس کے لئے اس پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اور نہ اس نے اسلام کے فائدہ کے لئے کوئی کام کرنا ہے۔ تو پھر مسیح موعود کے آنے کا کیا فائدہ اور اس کے وجود سے امت محمدیہ کو کون نفع ہوگا۔ کہ وہ صدیوں سے اس کا انتظار کر رہی ہے۔ اور آسمان کی طرف آنکھیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھ رہی ہے۔ جبکہ بالفاظ مولٰنا آزاد مسیح موعود نے صرف آثار قیامت کے سلسلہ میں آنا ہے۔ لوگوں کے لئے ضروری نہیں کہ اس پر ایمان لائیں۔ اور نہ اس کا وجود اسلام کے لئے نعوذ باللہ ایک رائی کے برابر بھی مفید ہوگا۔ تو پھر ایسے مسیح کی اسلام کو کیا ضرورت ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے کے مقدس رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیوں نعوذ باللہ انتظار کی زحمت میں اپنی امت کو ڈالا۔

خطرناک ٹھوکر

کیا اس سے صاف طور پر پتہ نہیں لگتا۔ کہ مولانا آزاد کو اس مسئلہ کے سمجھنے میں شدید ٹھوکر لگی ہے۔ اور وہ مسیح موعود کے ساتھ مسلمانوں کی نجات و سعادت کے معاملہ کو وابستہ نہ سمجھ کر ان تمام پیشگوئیوں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان تمام بشارات کو جو اسلام کے غلبہ و استعلاء کے متعلق ہیں۔ اور جن کا مسیح موعود کے ساتھ شدید تعلق ہے۔ موہوم امیدوں کا مجموعہ قرار دے رہے ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کے خصوصی معتقدات پر ایک کاری ضرب لگا رہے ہیں۔ کاش انہیں معلوم ہوتا۔ کہ مسیح موعود کا وہ مبارک زمانہ ہے۔ جس کی امتِ محمدیہ کو تیرہ سو سال سے انتظار چلی آئی ہے۔ جس زمانہ میں اسلام کا ادیانِ باطلہ پر کامل غلبہ مقدر ہے جس زمانہ میں اسلام کی تکمیل بلحاظ اشاعتِ دین ہونی ضروری ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایسے مبارک زمانہ کا جس کی برکتوں کا یہ حال ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ نہیں کہا جا سکتا اس امت کا پہلا حصہ افضل ہے یا آخری بالکل انکار کر دیا جائے۔ اور کہہ دیا جائے۔ کہ مسیح موعود نے محض آثار قیامت کے سلسلہ میں آنا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اس پر ایمان لانا ضروری نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ اسلام کے لئے کوئی کارہائے نمایاں سرانجام دے گا۔ کہ مسلمانوں کی نجات و سعادت کا اس سے تعلق ہو۔ یہ الفاظ اگر ایک ایسے شخص کے منہ سے نکلتے۔ جو قرآن و حدیث کے علم سے نابلد ہوتا۔ تو ایک حد تک مجبور سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر مولٰنا آزاد کا اس قسم کے خیالات ظاہر کرنا ہمارے لئے بیحد تعجب انگیز ہے

امام الزمان کی شناخت سے محروم رہنے والا جاہلیت کی موت مرتا ہے

کیا مولٰنا کو یاد نہیں۔ وُہ آج سے کچھ عرصہ پہلے امام وقت کی شناخت کی تلقین کرتے ہوئے لوگوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد دلا چکے ہیں۔ کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ لکھا۔

"جاہلیت کا دوسرا نام تفرقہ ہوا۔ اور اسلام کا دوسرا نام جماعت اور التزامِ جماعت۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام احادیث میں یہ حقیقت واضح کی گئی۔ اور اعلان کیا گیا۔ کہ جو شخص جماعت اور اطاعتِ امام سے الگ ہو گیا۔ تو گویا جماعتِ اسلام سے خارج ہو گیا۔ اس کی موت اسلام پر نہیں۔ بلکہ جاہلیت پر ہوئی۔ اگرچہ نماز پڑھتا ہو۔ روزہ رکھتا ہو۔ اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو"۔ (مسئلہ خلافت و جزیرۂ عرب ص۳)

پھر آج وہ کیوں یہ اعلان کر رہے ہیں۔ کہ مسیح موعود پر ایمان لانا مسلمان کے لئے ضروری نہیں۔ کیا مسیح موعود کی حیثیت ان کے نزدیک ایک امام جتنی بھی نہیں۔ کہ اس پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتے۔ اور نہ اس سے الگ رہنے کی صورت میں جو موت آئے۔ اسے جاہلیت کی موت قرار دیتے ہیں۔

مولانا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کہ من خرج من الطاعۃ و فارق الجماعۃ۔ فمات مات میتۃ جاھلیۃ" اور اسی قسم کی بعض اور احادیث اپنی کتاب "مسئلہ خلافت و جزیرہ عرب" میں درج کر کے لکھ چکے ہیں۔ کہ

"جس نے جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا۔ خلیفہ کی اطاعت سے باہر ہو گیا اور اسی حالت میں بغیر توبہ کے مر گیا

تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوئی (اسلام سے پہلے اہل عرب پر جو زمانہ گزرا ہے اس کو عہد جاہلیت کہتے ہیں۔ پس مطلب یہ ہوا کہ عرب جاہلیت کی طرح گمراہی پر موت ہوئی۔) (رد صلہ ۳)

مگر آج کہ مسیح موعود کا درجہ ایک امام اور خلیفہ سے بھی کم سمجھتے ہوئے کہتے ہیں جب وہ آئے تو اس پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ کیا اس کی تہ میں بھی امر تو پوشیدہ نہیں۔ کہ فرحوا بما عندھم من العلم کہ خدا تعالٰے کا جب کوئی مامور آئے تو بعض لوگ اپنے ظاہری علم کے غرور میں اس پر ایمان لانا ضروری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ خدا تعالٰے کے مرسلین و مامورین کا انکار کرنے والے الہٰی عتاب کے نیچے ہوتے ہیں۔

بہر حال مولانا آزاد کی یہ رائے کہ مسلمانوں کی نجات و سعادت کے معاملہ کا مسیح موعود کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ قرآن کے رو سے باطل ہے۔ احادیث کے رو سے باطل ہے۔ اور پھر ان کی سابقہ تحریرات کے رو سے بھی باطل ہے۔ آپ جب "تذکرہ" اور "مسئلہ خلافت" میں مجددین اور خلفاء پر ایمان لانا اس قدر ضروری قرار دے چکے ہیں۔ کہ آپ کے نزدیک خواہ اقطاب ہوں یا اولیاء سب کو ان کے آگے اطفال مکاتب کی طرح زانوئے ادب تہہ کرنا پڑتا ہے۔ اور سب اصحاب طریق مجبور ہوتے ہیں۔ کہ اپنے اپنے چراغ انہی مصابیح ہدایت سے روشن کریں اور اگر کوئی ان کی اطاعت کے بغیر مرے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ تو مولانا آزاد اگر چاہیں تو یہ بات بھی بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مسیح موعود کی اتباع ضروری ہے۔ کیونکہ وہ صرف مجدد اور خلیفۃ اللہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالٰے کا نبی اور رسول بھی ہے۔ اور اللہ تعالٰے کے رسولوں اور اس کے مامورین کی اطاعت بنی نوع انسان پر فرض ہے ؛

قبرستان کے مقدمہ میں استغاثہ کے گواہوں کے مکرر بیانات

پولیس نے ۱۹ معزز احمدیوں پر جو مقدمہ دائر کر رکھا ہے۔ اس میں استغاثہ کے احراری گواہوں نے ۲۰/۲۱ جولائی کو بجواب جرح جو بیانات دیئے۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

محمد اسحاق احراری کا بیان

محمد اسحاق ولد مہر دین آتشباز نے جناب مرزا عبد الحق صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کی جرح کے جواب میں کہا۔ ہمیں صبح اطلاع ملی تھی۔ کہ منگو کی لڑکی کو وہاں دفن کیا جائے گا۔ ہم نے وہاں جانے کے لئے کوئی مشورہ نہیں کیا۔ ماسٹر عبد اللہ اور محمد دین مجھے بٹالوی دروازہ کے باہر ملے۔ جب میں اپنی دکان بند کر کے گھر جا رہا تھا۔ پھر میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ ہم دو قدم ہی گئے ہوں گے۔ کہ عبد الحق بھی ہمیں آملا۔ ہم نے کوئی مشورہ نہیں کیا۔ کہ وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ جہاں عبد الحق ہم سے علیحدہ ہوا وہاں سے قبرستان نظر آتا ہے۔ سب سے پہلے عبد الحق کو پیٹا گیا اس کے بعد مجھے۔ اس کے بعد محمد دین ٹانگی کو عبد الرحمٰن کشمیری نے ہج ماری۔ میں اس وقت عبد الحق سے ایک قدم کے فاصلہ پر تھا۔ ساتھ ہی محمد دین تھا۔ چار پانچ قدم پر پولیس والے تھے۔ جنہیں میں نے گنا نہیں تھا۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ دو تھے یا بیس۔ پولیس والے سب باوردی تھے میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کے پاس لاٹھیاں تھیں یا نہیں۔ ہتھکڑیاں تھیں یا نہیں۔ مجھے یاد نہیں کہ پولیس والے کس طرف قبر کے کھڑے تھے۔ میں نویں دسویں تک پڑھا ہوا ہوں۔ مار کھانے کے بعد ہم عبد الحق کے پاس سے بھاگ کر جہاں پولیس کھڑی تھی۔ پولیس کے پاس چلے گئے۔ محمد دین بھی میرے ساتھ گیا۔ جب ہم پولیس کی طرف بھاگے ادھر سے حوالدار اور پٹواری عبد الحق کی طرف دوڑے آئے۔ عبد الحق قبر سے ایک دو قدم کے فاصلہ پر گیا تھا۔ تین چار ہزار احمدی بھی اور گور والے بھی سب قبر سے مشرقی جانب کھڑے تھے۔ جن حملہ آوروں کا میں نے نام لیا ہے۔ وہ مجھ سے علیحدہ کھڑے تھے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے ساتھ اور آدمی بھی ملے جلے تھے یا نہیں حملہ آور دوسرے مجمع سے چار پانچ کرم کے فاصلہ پر تھے۔ یہ بھی جانب شرقی کھڑے تھے۔ قبر کھودنے والے بھی انہی میں شامل تھے۔ قبر کھودنے والے پہلے سے وہاں تھے۔ جب حملہ آور آئے تو یہ بھی انہیں جا ملے۔ جب مجمع اور حملہ آوروں کی یہ پوزیشن تھی۔ تو ہم پندرہ بیس منٹ تک منتیں کرتے رہے۔ (میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت ولی محمد ملزم کہاں کھڑا تھا)

احمدیوں نے ہمیں یہ نہیں کہا۔ کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ جب ہم منتیں کرتے تھے۔ عبد الرحمٰن جٹ اور عبد الرحمٰن کشمیری گالیاں دیتے رہے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اپنے آدمیوں کو کہتے رہے کہ قبر کھودے جاؤ۔ گور مجمع سے علیحدہ دکن کی طرف کھڑی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ قطار در قطار تھے یا منتشر جب عبد الرحمٰن جٹ نے سیٹی بجائی۔ انہوں نے ہمارے گرد گھیرا ڈال لیا۔ جب وسل ہوئی۔ تو گور نے قبر ہمارے پولیس اور تین چار ہزار مجمع کے اوپر سے گھیرا ڈال لیا۔ ہمارے آنے کے بعد اور عبد الحق کے آنے سے قبل پولیس وہاں آچکی تھی۔ پولیس بھی مجمع کے ساتھ ہی آئی تھی جو حملہ آور شانہ بشانہ کھڑے تھے۔ میں نے فضل اور جان فقیر کو وہاں نہیں دیکھا تھا۔ سب احمدیوں کے وہاں سے چلے جانے کے بعد احراری وہاں سے آئے اس وقت بھی میں نے فضل اور جان فقیر کو نہیں دیکھا۔ پولیس والے بھی وہیں تھے۔ لالہ وزیر چند اس وقت آئے جب احمدی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔

پولیس نے ہم سب کا بیان قبر کے اوپر ہی لیا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ پولیس والوں کے بیان بھی وہیں لئے گئے۔ جب حملہ ہوا۔ سب سے پہلے عبد اللہ پولیس کے پاس پہونچا۔ اور بیانات ہونے تک وہیں رہا ؛

بجواب جرح جناب شیخ بشیر احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ایڈووکیٹ کہا۔

پولیس نے ہمیں وہاں کھڑے ہونے سے نہیں روکا۔ اور نہ ہی احمدیوں کو روکا۔ اس تین چار ہزار کے مجمع سے جو لاٹھیوں سے مسلح تھا۔ مجھے یہ خوف نہیں تھا۔ کہ اگر ہم نے منتیں کیں۔ تو ماریں گے۔ مجھے رات کو معلوم ہو گیا تھا۔ کہ منگو کی لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ اور کہ احمدی اسے دفن کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کا یقین صبح ہوا۔ جب گور آرہی تھی۔ میں نے کوئی کاشن وغیرہ دیئے جانے کی آواز نہیں سنی۔

محمد الدین کا بیان

جناب مرزا عبد الحق صاحب کی جرح کے جواب میں کہا۔

مجھے صبح کے وقت جب میں پانی بھر رہا تھا ماسٹر عبد اللہ ملا۔ اس نے بتایا کہ منگو کی لڑکی فوت ہو گئی ہے اور احمدی اسے دفن کرنے گئے ہیں اور میں وہاں جا رہا ہوں۔ میں بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ ہم دونوں قبرستان کو احمدیوں کی مداخلت سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔ ہم نے اور کسی کو اطلاع نہیں دی۔ ہم سمجھتے تھے۔ کہ ہم دونو قبرستان کی حفاظت کے لئے کافی ہیں۔ جب ہم وہاں سے چلے۔

ہمیں خطرہ تھا۔ کہ احمدی زبردستی دفن کر دیں گے مجھے یہ یاد نہیں۔ کہ یہ خیال تھا یا نہیں کہ احمدی بہت جائیں گے۔ مجھے رات کو علم ہو گیا تھا۔ کہ منگو کی لڑکی فوت ہو گئی ہے رات کو یہ علم نہیں ہوا۔ کہ احمدی اسے وہاں دفن کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے یہ علم نہیں ہوا تھا کہ زبردستی دفن کریں گے۔ جب میں قبرستان کو جانے لگا۔ تو مجھے علم تھا۔ کہ کل بھی احمدی وہاں دو تین چوری دفن کر گئے ہیں۔ میں نے احمدیوں کو دو تین کھیتوں کے فاصلہ سے آتے ہوئے دیکھا تھا۔ ہم قبر سے دکن کی جانب ایک درخت کے نیچے تھے۔ وہ درخت چھپر اکا تھا۔ ہمارے منع کرنے پر پانچ قبر کھودنے والے آدمی مغرب کی جانب بیٹھ گئے تھے۔ حملہ آور دوسرے مجمع سے آگے تھے۔ حملہ آوروں نے بعض دوسرے آدمیوں کے ساتھ قبر پر گھیرا ڈال لیا۔ ہم بھی اور پولیس والے بھی اسی گھیرے میں آگئے۔ اور ان کے ارد گرد باقی تین چار ہزار آدمیوں نے ڈال لیا۔ ان کے ساتھ ساٹھ ستر آدمی ملزموں کے ساتھ ملے جلے تھے۔ جنہوں نے شانہ بشانہ گھیرا بنایا تھا۔ ہم نے پانچ سات منٹ منتیں کیں۔ پھر احمدی ہمیں مارنے لگ گئے۔ اس وقت ماسٹر عبد اللہ ہمارا لیڈر تھا۔ ہماری منتوں کے جواب میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔ سوائے اس کے کہ عبد الرحمن جٹ نے کہا کہ پکڑ لو۔ ان خبیثوں کو۔ کوروالوں نے پردنی حلقہ ڈالا ہوا تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ پچاس تھے یا یا نصد بعد میں کہا کہ اندازاً تین سو تھے۔ مجھے یہ علم نہیں کہ ملزموں میں سے بھی کوئی کور کا ممبر تھا یا نہیں۔ ملزموں میں سے بھی ایک دو وردی والوں میں تھے۔ عبد الرحمن جٹ اور فخر الدین نے وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔ عبد الرحمن جٹ کے پاس سوٹا تھا۔ یہ معلوم نہیں کہ تلوار تھی یا نہیں۔ پیٹی تھی۔ میں ان سب کو پہلے جانتا تھا۔ میں رحمت اللہ شاکر کا پانی بھرتا رہا ہوں۔ میرا بائیکاٹ کرانے میں اس نے بڑا حصہ لیا تھا۔ عبد الحق اور اسحاق منتیں کرتے وقت سب سے آگے تھے۔ جب مار پڑ رہی تھی۔ تو ہم سب عبد الحق کے ساتھ تھے۔ اور جب گر پڑا اور پولیس بھی وہیں آگئی۔ ہم پاس ہی بیٹھ گئے۔ میں نہیں جانتا کہ محمد اسحاق کو کس کس نے مارا۔ نہ ہی مجھے یہ پتہ لگ سکا۔ کہ عبد الحق کو کس کس نے مارا ہے۔ میں نے پولیس کو یہ بیان نہیں دیا تھا۔ کہ جب مار پڑنے لگی۔ تو ہم بھاگ نکلے۔ یہ بھی پولیس میں نہیں کہا تھا۔ کہ عبد اللہ بھاگ نکلا۔ پولیس نے نہ ہم کو کہا کہ چلے جاؤ اور نہ ہی احمدیوں کو کہا کہ میت دفن نہ کرو۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کوئی اور احراری بھی وہاں آیا یا نہیں۔ جب احمدی مار پیٹ کر چلے گئے۔ تو ہمارے بعض آدمی آگئے تھے۔ یہ خیال نہیں۔ کہ وہ کتنے تھے۔ بعد میں کہا کہ چھ سات تھے میں نے جان اور رفضل شاہ فقیر وہاں نہیں دیکھے۔ جب لالہ وزیر چند پہنچے ہیں اس وقت احمدی وہاں سے جا چکے تھے۔ باقی پولیس والے بھی ان کے ساتھ ہی آئے تھے۔

بجواب جرح شیخ بشیر احمد صاحب کہا جب ہم پر حملہ ہوا ہم نے کوئی شور نہیں کیا۔ سپاہی بالکل پاس ہی تھے جب حملہ ہوا۔ تو فوراً ہمیں اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پولیس کوئی دو گز کے فاصلہ پر تھی۔ جب حملہ ہوا اس وقت قبر کھودی جا رہی تھی۔ عبد الحق قبر سے ایک کرم کے فاصلہ پر گر گیا۔ حوالدار محمد خان نے عبد الحق کے اوپر لاٹھی رکھ دی۔ مجھے یاد نہیں کہ اس نے احمدیوں کو فساد کرنے سے روکا یا نہیں آٹھ دس سپاہی وہاں تھے۔ ایک دو کے پاس لاٹھیاں تھیں۔ پہلے حوالدار نے احمدیوں کو قبر کھودنے سے منع کیا تھا۔ مگر انہوں نے کہا کہ تمہارا کوئی حق نہیں ہے کہ منع کرو۔ اس پر رعب ڈالا۔ مجھے یہ خیال نہیں۔ کہ احمدیوں نے حوالدار سے کہا ہو۔ کہ اگر ہمت ہے تو تحریری آرڈر دو جب احمدیوں نے مار پیٹ کیا۔ اس وقت حوالدار سے کہا تھا۔ کہ قبر مت کھو دو۔ مجھے یہ یاد نہیں۔ کہ حوالدار نے کہا ہو کہ اگر باز نہ آئے تو ہتھکڑیاں لگا لی جائیں گی۔ جب حوالدار نے یہ حکم دیا۔ اس وقت قبر کھودی جا رہی تھی مار پیٹ کے بعد بھی ولی محمد اور غلام محمد قبر کھود رہے تھے۔ ابراہیم بھی ان کے ساتھ تھا۔ نعش ایک درخت کے نیچے قبر سے دکن کی طرف پڑی تھی۔ یہ خبر نہیں۔ کہ جب حملہ ہوا۔ اس وقت نعش وہاں آچکی تھی یا نہیں۔ نعش کے ساتھ تین ہزار آدمی تھے۔ جوں جوں خبر لگتی گئی۔ لوگ آتے گئے۔ اتنے ہی قریباً اور آگئے۔ سب نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے آ رہے تھے۔ یہ خیال نہیں۔ کہ احرار مردہ باد کے نعرے لگائے تھے یا نہیں۔ جب یہ سب آگئے۔ تو ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہوا۔ ہمیں خدا پر بھروسہ تھا۔ وہاں جو پولیس تھی۔ ہم نے ان کو یہ ہرگز نہیں کہا۔ کہ احمدیوں کو روکو۔ عبد الحق نے ولی محمد کو کہا تھا۔ کہ قبر مت کھو دو۔ یہ خیال نہیں کہ اس نے کسی کو ہاتھ لگایا یا نہیں۔ عبد الحق نے ولی محمد کو بازو سے پکڑ کر کہا تھا۔ جب عبد الحق نے ولی کو بازو سے پکڑا۔ ولی کے ہاتھ میں کسی تھی۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ ولی محمد نے بازو چھڑانے کی کوشش کی یا نہیں ہم نے کہا تھا۔ کہ ہمارا قبرستان ہے۔ اور ہم یہاں دفن نہیں کرنے دیں گے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس نے کہا ہو۔ کہ ہم مر جائیں گے مگر دفن نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارے منع کرنے پر ولی محمد ہٹ کر بیٹھ گیا تھا۔ جب ہم منتیں کر رہے تھے۔ اس وقت ولی محمد قبر کھود رہا تھا۔ اس کے بعد عدالت لنچ کے لئے برخواست ہوئی۔

لنچ کے بعد گواہ استغاثہ نذر حسین کو بلایا گیا۔ اور اس پر جرح کی گئی۔

نذر حسین کنسٹیبل کا بیان

بجواب جرح جناب مرزا عبد الحق صاحب کہا۔ ہم سب کی ڈیوٹی اس قبرستان میں ۱۶ [illegible] کی صبح کو لگائی گئی تھی۔ وہاں عام طور پر دو سپاہیوں عظمت علی اور حسن محمد کی ڈیوٹی رہتی ہے۔ ان کی وہاں ڈیوٹی چند روز قبل لگائی گئی تھی۔ وہ ہر وقت وہیں رہتے تھے اور چوکیداری وہیں لگائی ہوئی تھی۔ یہ دونوں واقعہ کے روز بھی وہیں تھے۔ ہم تین چار ہزار احمدیوں کے تھوڑی دیر بعد پہنچے تھے۔ ہم ان سے قریباً دو چار منٹ بعد پہنچے۔ ہم نے ان کو جاتے ہوئے راستہ میں نہیں دیکھا ہمارے خیمے قادیان سے مغرب کی جانب ہیں اور ہم وہیں سے قبرستان کو گئے تھے۔ ہمارے خیموں سے قبرستان قریباً نصف میل ہوگا۔ خیموں سے نکلتے ہی قبرستان نظر آنے لگتا ہے۔ مگر نکلتے ہی ہمیں قبرستان میں کوئی آدمی نظر نہیں آئے۔ ہم جس وقت پہنچے ہیں۔ احمدیوں نے قبر کو گھیر رکھا تھا دس پندرہ آدمیوں نے قبر پر گھیرا ڈال رکھا تھا۔ ایک دوسرے کی لاٹھیاں پکڑ کر گھیرا بنایا ہوا تھا۔ اس گھیرے کے باہر سات آٹھ قدم جگہ خالی تھی۔ اور اس کے بعد دوسرا گھیرا تھا اس کے دو تین قدم کے فاصلہ پر ایک اور گھیرا بنایا ہوا تھا۔ تین چار قدم چھوڑ کر ایک چوتھا گھیرا تھا۔ دوسرے تیسرے چوتھے گھیرے میں بعض لوگوں نے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور بعض نے لاٹھیاں۔ منتشر صورت میں کوئی آدمی نہیں تھے۔ قبر پر جو گھیرا تھا۔ اس کے پاس بعض آدمی بے ترتیبی سے کھڑے تھے۔ پہلے گھیرے کے اندر صرف قبر ہی تھی۔ کوئی آدمی نہیں تھا۔ پہلے اور دوسرے گھیرے کے درمیان جو آدمی بے ترتیبی سے تھے۔ وہ سو دو سو ہونگے۔ پہلے گھیرے والے آدمی قبر سے ایک ایک قدم کے فاصلہ پر کھڑے تھے۔ پولیس والے قبر کے پاس کھڑے تھے۔ اور یہ گھیرے بعد میں بنائے گئے تھے۔ ہم لوگ قبر سے دو قدم کے فاصلہ پر جا کر کھڑے ہو گئے اس وقت سارا مجمع قبر کے پاس تھا۔ عبد الحق منتیں کر رہا تھا۔ کہ قبر نہ کھودو عبد الحق اور اس کے ساتھی مشرقی اور جنوبی کونہ پر کھڑے تھے۔ اور ہم بھی جا کر ان کے بالکل قریب کھڑے ہو گئے تا ان کی حفاظت کر سکیں۔ آٹھ پولیس والے وردی میں تھے۔ اور دو بغیر وردی ایک ہیڈ وارسی بھی ساتھ تھا عظمت علی سپاہی پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ حسن محمد ہمارے ساتھ گیا تھا۔ عظمت علی ہمارے ساتھ ہی قبر پر گیا تھا۔ پہلا گھیرا پانچ چھ باوردی اور پانچ چھ دوسرے گھیرے والوں نے بنایا ہوا تھا۔ کچھ وردی والے دوسروں سے ملے جلے ہوئے تھے۔ اور بعض نے اپنا علیحدہ حلقہ بنایا ہوا تھا ہمارے پاس اس وقت سوٹے اور ہتھکڑیاں بھی تھیں۔ ہمارے جانے کے دو چار منٹ بعد حملہ ہو گیا۔ ان کی منتوں کے جواب میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔ صرف سپاہی کہا

کہ ان کو پکڑ لو۔ ہم نے عبدالحق وغیرہ کو نہیں کہا۔ کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ اور نہ ہی احمدیوں کو کہا کہ یہاں مردہ دفن نہ کرو۔ میں ان لوگوں کو نہیں پہچان سکتا۔ جنہوں نے پہلا گھیرا بنایا ہوا تھا۔ ایک وردی والا پہلے گھیرے کے باہر کھڑا تھا۔ اسے پہچان سکتا ہوں وہ پہلے اور دوسرے گھیرے کے درمیان کھڑا تھا۔ (اس پر گواہ نے مولوی عبدالرحمن صاحب کو شناخت کیا) یہ قبر سے جنوب مشرقی جانب تھے۔ تلوار میں نے نہیں دیکھی پیٹی لگی ہوئی تھی۔ خاکی نکر اور خاکی قمیص پہنی ہوئی تھی۔ پگڑی قرمزی رنگ کی تھی۔ خاکی رنگ کی لمبی جرابیں تھیں۔ پہلی لاٹھی عبدالحق کو مولوی عبدالرحمن نے ماری اور بعد میں باقی سب نے لاٹھیوں سے حملہ کر دیا۔ ایک کے ہاتھ میں میں نے کسی دیکھی تھی۔ مگر اسے شناخت نہیں کر سکتا۔ یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس نے کسی ماری یا نہیں۔ میں نے اُسے مارتے نہیں دیکھا۔ جب پولیس آئی ہے ایک آدمی قبر کھود رہا تھا۔ جب یہ منتیں کر رہے تھے اس وقت ایک آدمی قبر کھودتا جا رہا تھا۔ جب مار رہے تھے اس وقت علم نہیں کھود رہے تھے یا نہیں۔ پولیس والوں کے بیان راجہ عمردراز صاحب نے ۹ بجے کے قریب لئے۔ مضروب کے پاس ہی بیٹھ کر۔ وہیں قبر کے پاس۔ تین آدمی اس وقت مضروب کے پاس بیٹھے تھے وہی تین جو پہلے اس کے ساتھ تھے۔ ہم آٹھ دس آدمیوں کے بیان بھی اکٹھے راجہ صاحب نے اس وقت لئے۔

میں نے پولیس میں یہ بیان دیا تھا۔ کہ ۳-۴ آدمی قبر کھود رہے تھے چونکہ کھودنے والے کے ساتھ دو تین آدمی اور تھے اس لئے میں نے لکھوا دیا تھا۔ عملاً صرف ایک آدمی کھود رہا تھا۔ احراری سب کے سب ہاتھ باندھ کر کہہ رہے تھے۔ کہ قبر نہ کھودو عبدالحق اور اس کے ساتھیوں نے قبر کھودنے والے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اور نہ ہی کسی کو ہاتھ لگایا۔

بجواب جرح جناب شیخ بشیر احمد صاحب کہا:-

حسن محمد سپاہی ہمیں تھانہ میں اطلاع دینے آیا تھا۔ جس پر ہم گئے۔ محمد خان ہیڈ کنسٹیبل بھی ہمارے ساتھ تھا جب ہم وہاں گئے ہیں۔ اس وقت تین چار ہزار آدمی وہاں تھے۔ حلقہ حملہ کے بعد بنایا گیا۔ مارنے پیٹنے کے بعد گھیرا بنایا گیا تھا۔ جب ہم پہونچے ہیں تین چار ہزار آدمی شور مچا رہا تھا۔ کہ پکڑ لو پکڑ لو۔ میں نے نعش وہاں نہیں دیکھی نہ ہی کسی کو جنازہ پڑھتے دیکھا ہے۔ ان چاروں کے علاوہ وہاں اور کوئی احراری نہیں دیکھا۔ مارپیٹ ہو چکی۔ احمدی چلے بھی گئے۔ پھر بھی کوئی احراری نہیں آیا۔ جب لالہ وزیر چند صاحب آئے احمدی تا حال وہیں تھے۔ جب لالہ صاحب وہاں آئے ہیں۔ اس وقت لحد میں اینٹیں لگائی جا رہی تھیں۔ لالہ وزیر چند نے قبر میں مٹی ڈالنے کی مخالفت نہیں کی تھی۔ انہوں نے آ کر دریافت کیا تھا۔ کہ قبر کھودنے سے کون روکتا ہے۔ کسی احمدی نے اس کا جواب نہیں دیا حوالدار محمد خان نے کہا۔ کہ عبدالحق۔ محمد اسحاق۔ محمد دین اور عبداللہ روکنے والے ہیں۔ لالہ وزیر چند نے احمدیوں سے جا کر نہ کچھ دریافت کیا۔ اور نہ تحقیقات کی۔ احمدیوں نے ان کی موجودگی میں قبر بھر دی۔ میری موجودگی میں لالہ وزیر چند صاحب نے احمدیوں سے کوئی بات نہیں پوچھی۔ قبر جب بھر دی گئی۔ تو سب احمدی وہاں سے چلے گئے۔ اور صرف یہ چار احراری اور پولیس والے وہاں رہ گئے۔

اس کے بعد لال بیگ گواہ کو بغرض جرح کے لئے بلایا گیا۔ مگر چونکہ عدالت کا وقت ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے مقدمہ ۲۱ جولائی پر ملتوی ہوا۔

لال بیگ کنسٹیبل کا بیان

جناب مرزا عبدالحق صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کی جرح کے جواب میں کہا۔ عبدالحق اور اس کے ساتھیوں پر حملہ یک لخت شروع ہو گیا تھا۔ یہ نہیں کہ باری باری مارا گیا ہو۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ کس نے کس کو مارا۔ قبر کھودنے والے کو میں نہیں پہچان سکتا۔ وہ ایک ہی آدمی تھا۔ جس کے ہاتھ میں کسی تھی جس وقت ہم پہونچے ہیں اس وقت کوئی قبر نہیں کھود رہا تھا۔ جب حملہ ہوا اس وقت بھی کھود نہیں رہا تھا۔ ہمارے جانے پر صرف کسی کے چند نشانات زمین پر تھے۔ قبر کھودنے والے کے پاس پانچ سات آدمی کھڑے تھے۔ جن میں سے میں کسی کو نہیں پہچانتا۔ مزید کہا کہ یہ جن کو میں نے شناخت کیا ہے۔ یہ بھی تھے ان کے علاوہ پانچ سات اور تھے۔ علاوہ عبدالحق وغیرہ کے۔ ان میں سے ایک دو نے وردیاں پہنی ہوئی تھیں۔ اور باقیوں نے نہیں۔ جب لڑائی ہو چکی تو احمدیوں نے حلقے بنا لئے۔ تا کوئی احراری باہر سے آ کر حملہ نہ کرے۔ یہ گھیرے صرف دس پندرہ منٹ تک بنے رہے۔ اس دوران میں قبر کھودی گئی۔ اور میت دفن کی گئی۔ نماز جنازہ وہاں نہیں پڑھائی گئی۔ ہم قبرستان کو کھیتوں میں سے گئے اور احمدی راستہ سے۔ دونوں وہاں اکٹھے ہو گئے۔ لاش قبر کے پاس جا کر رکھی گئی تھی۔ قبر سے دو تین قدم کے فاصلہ پر جب ہم پہونچے ہیں۔ احمدی قبر کے مشرقی جانب کھڑے تھے۔ دس پندرہ احمدی آگے تھے۔ اور باقی سب پیچھے تھے یہ سب لوگ بے ترتیبی سے کھڑے تھے۔ وردیوں والے باقاعدہ قطار بنا کر مشرقی جانب کھڑے تھے۔

مزید کہا کہ منتظمین کے پیچھے وردیوں والے تھے۔ وہ باقاعدہ قطار میں نہیں تھے۔ بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ ہی ملے جلے تھے۔ جن پانچ آدمیوں کو میں نے شناخت کیا ہے۔ ان میں سے عبدالرحمن جٹ وردی میں تھا۔ دوسرا جو وردی میں تھا۔ اسے میں نہیں پہچان سکتا۔ کسی پولیس والے نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ قبر مت کھودو۔ ہم نے کہا تھا کہ فساد نہ کرو۔ آرام سے قبر کھودنے دو۔ اور فساد نہ کرو۔ کچھ آدمی حملہ کے وقت قبر کی جگہ پر آ گرے تھے۔ وہ پندرہ بیس تھے۔ جن میں عبدالحق وغیرہ بھی تھے۔ مجھے یہ یاد نہیں۔ کہ احمدیوں نے کہا ہو کہ لاش کی بے حرمتی نہ کرو۔ اور لاش کو دفن کر لینے دو۔ شائد یہ کہا ہو۔ پولیس کے جانے کے ایک دو منٹ بعد ہی حملہ شروع ہو گیا۔ فساد کے چند منٹ بعد لالہ وزیر چند صاحب آ گئے تھے۔ راجہ عمردراز صاحب نو بجے پہونچ گئے تھے احراریوں کے بیانات قبر کے پاس ہی لالہ وزیر چند صاحب نے لئے تھے۔ یہ چاروں احراری ہمارے پاس کھڑے رہے تھے۔ اور ان میں سے کوئی بھاگا نہیں تھا۔ جب راجہ صاحب نے آ کر ہمارے بیان لئے اس وقت مضروب ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیجا جا چکا تھا۔ راجہ صاحب کے آنے سے پہلے ہی ان کو بھیج دیا تھا۔ آٹھ بجے کے قریب۔

ہر موصی میں شرطِ تقویٰ
اور
پابندیٔ احکامِ اسلام ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضمیمہ رسالہ "الوصیۃ" صفحہ ۷ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے۔ بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اُس کے لئے ممکن ہے پابندِ احکام اسلام ہو۔ اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان۔ خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوقِ عباد غصب کرنے والا نہ ہو"۔

ہر ایک موصی کو یہ الفاظ غور سے پڑھنے چاہئیں اور اپنے آپ کو ان

فہرست ووٹران کے متعلق جماعت احمدیہ لدھیانہ سے ناانصافی

ہمیں فہرست ووٹران دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ جماعت احمدیہ لدھیانہ کے ایسے افراد و خواتین جو حق رائے دہندگی رکھتے تھے اور جن کے نام ہم نے کارکنان سرکاری کو لکھوائے اور تحریری درخواستیں لکھ لکھ کر دیں اور اس وقت سرکاری کارندوں کی طرف سے یقین دلایا گیا کہ وہ درج کر لئے گئے ہیں۔ اب جب لسٹ شائع ہوئی۔ تو سوائے دو ایک ناموں کے بیشتر حصہ اس جماعت کے افراد و خواتین کا ندارد پایا۔

مخالفین نے اس قسم کی شرارتیں میونسپل کمیٹی کے انتخاب کے دوران میں بھی کی تھیں۔ اور اب پنجاب کونسل کے لئے کی ہے۔ ہم شہادتیں مہیا کر سکتے ہیں جن کے سامنے درخواستیں دی گئیں۔ ہماری ایسی مستورات اور آدمی موجود ہیں جن کی جائدادیں آمدنیاں اور علمی لحاظ سے حقدار ہوتے ہوئے درخواست دے چکے ہیں۔ لیکن کمال چالاکی سے ان کے نام فہرست مندرجہ بالا میں درج نہیں۔ کیا ہم امید کر سکتے ہیں۔ کہ حکام بالادست اس شرارت اور بددیانتی کا فوری سدباب کر کے ہماری جماعت کے ووٹران کا صحیح اندراج فرمائیں گے۔ ہم دوبارہ بھی ان سب کی طرف سے درخواستیں دے رہے ہیں۔ خاکسار سید صوفی محمد عبدالرحیم سیکرٹری جماعت احمدیہ محلہ صوفیاں لدھیانہ

امرتسر میں ایک احمدی بچہ کی لاش کی بےحرمتی کرنیکا شرمناک فعل

احرار نے امرتسر میں ایک احمدی بچہ کی لاش کی تدفین میں مزاحمت کر کے جن خلاف انسانیت حرکات کا ارتکاب کیا ہے۔ انہیں سن کر ہر شریف انسان کا سر شرم و ندامت سے جھک جاتا ہے۔ غیر مسلم اخبارات نے اپنے صفحات میں باوجود احرار کے حامی ہونے کے سخت نفرت کا اظہار کیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کے اقتباسات سے ظاہر ہے۔ اس موقعہ پر یہ کہہ دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض واقعات ان تک صحیح رنگ میں نہیں پہنچے۔ اصل حالات وہی ہیں۔ جو ہم تفصیل کے ساتھ شائع کر چکے ہیں

افسوسناک واقعہ

روزانہ اخبار "ملاپ" (۲۲ جولائی) لکھتا ہے۔

امرتسر میں جو واقعہ رونما ہوا ہے وہ حد سے زیادہ افسوسناک بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک پردیسی کا بچہ فوت ہو گیا لیکن وہ چونکہ مرزائی تھا۔ اس لئے عام مسلمان اس کی تدفین کی مزاحمت کر رہے تھے۔ آخر پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ اور اس نے بڑی مشکل سے اپنی حفاظت میں لاش کو سپرد خاک کروایا۔

مسلمانوں کو اس واقعہ پر غور کرنا چاہیئے۔ اور سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ مساوات اور اخوت کی ڈینگ کس منہ سے مار سکتے ہیں جو لوگ مرنے کے بعد بھی اپنے تفرقات کو فراموش نہیں کر سکتے۔ اور مردے کی مٹی خراب کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں ان کو کیا حق ہے۔ کہ رواداری کی ڈینگ مارتے پھریں۔ مسلمانوں کو اس واقعہ پر شرم و ندامت سے سر جھکا لینا چاہیئے۔ اور اسکے بعد مساوات کا لفظ زبان پر نہ لانا چاہیئے۔

مرزائی پر ظلم

روزانہ اخبار ہند (۲۲ جولائی) لکھتا ہے۔

عام طور پر ہم مسلمانوں کے معاملہ میں دخل نہیں دیتے۔ لیکن امرتسر میں ایک ایسا واقعہ ہوا ہے۔ جس کا تعلق انسانیت سے ہے۔ ۱۸ جولائی کو ایک مرزائی اپنے ایک سالہ بچہ کو لے کر امرتسر میں کسی رشتہ دار کے پاس گیا اگلے دن وہ بچہ مر گیا چنانچہ وہ اسے شہر کے باہر قبرستان میں لے گیا لیکن وہاں پر اس بچے کو زمین میں دفن کرنے سے روک دیا گیا۔ وہ دوسرے قبرستان پھر تیسرے میں گیا لیکن کسی کو بھی پردیسی پر دیا نہ آئی اور وہ اپنے جگر کے ٹکڑے کو لئے مارا مارا پھرتا رہا۔ غیر مرزائی مسلمانوں نے کہا کہ اگر تم اس بچے کو ہمارے حوالے کر دو۔ تاکہ ہم جو چاہیں سلوک کریں تو پھر بچے کو دفن کرنے کی اجازت کے متعلق غور کیا جا سکتا ہے۔ مرزائی نے یہ بات لکھ دی اس پر غیر مرزائی مسلمانوں نے کہا کہ اس کے متعلق علماء سے فتویٰ لیا جائیگا مرزائی نے یہ بات بھی مان لی۔ اب غیر مرزائیوں نے کہا۔ کہ تم خود ہی اس پر علماء سے فتویٰ لے کر آؤ۔ باپ رو پڑا اور اس نے منتیں کیں لیکن مسلمانوں کو ذرا ترس نہ آیا وہ وہاں سے اٹھ کر تھانہ میں چلا گیا۔ ساری بات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس تک پہنچ گئی۔ پولیس نے مرزائی کو مدد کا یقین دلایا۔

یہ بات جب مسلمانوں کو معلوم ہوئی۔ تو احراریوں نے تمام قبرستانوں پر پہرہ لگا دیا کہ جس جگہ بھی پولیس جائے وہیں پروٹسٹ کیا جائے۔ اس پر افسران نے تمام پولیس کو تیار رہنے کا حکم دے دیا۔ رات کے بارہ بجے کپتان پولیس بچے کی لاش کو لے کر بچوں کے قبرستان میں گئے۔ یہ دیکھ کر وہاں پانچ ہزار مسلمان جمع ہو گئے۔ ڈپٹی کمشنر نے ہجوم کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔ ایک ہلکا سا لاٹھی چارج بھی ہوا۔ جس پر سارے بھاگ گئے۔ تین احراریوں کو گرفتار کیا گیا۔ دو کو بعد میں چھوڑ دیا گیا۔ رات کے ۲ بجے بچے کی لاش کو دبایا گیا۔

مسلمان اپنے اندر برادری بھاؤ کا ڈھول پیٹا کرتے ہیں۔ احراری تو آزادی کی خاطر مٹنے کو تیار رہا کرتے ہیں۔ لیکن ان مرزائیوں کے ساتھ وہ اچھوتوں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی رواداری مسلمانوں سے

سکھ اخبار "شیر پنجاب" لکھتا ہے۔

ہم سکھ اور ہندو ہی مسلمانوں کی ناروا داری کے ہاتھوں تنگ نہیں۔ بلکہ اہل کتاب یعنی عیسائی و یہودی اور وہ مسلمان بھی نالاں ہیں۔ جنہیں ان سے کسی بھی معاملہ میں ذرا سا اختلاف رائے ہو۔ ۱۸ جولائی گذشتہ کو ایک مسافر مرزائی کا ایک سالہ بچہ امرتسر میں مر گیا۔ جب وہ مصیبت زدہ شخص اپنے بچے کی لاش ہاتھوں پر اٹھائے اسے دفنانے کے لئے قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔ کہ مسلمانوں کو علم ہو گیا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان قبرستان پر پہنچ گئے۔ اور نہایت شقاوت قلبی کے ساتھ انہوں نے یہ کہہ کر مسافر کو لاش دفنانے سے روک دیا۔ کہ یہ قبرستان مسلمانوں کا ہے۔ مرزائی کافر کے بچے کی لاش کو یہاں جگہ نہیں مل سکتی۔ مصیبت زدہ مسافر نے رو رو کے ہجوم کی منتیں کیں۔ کہ بچہ معصوم تھا۔ اس سے آپ کو کیا اختلاف رائے ہو سکتا تھا۔ اس لاش کو دفنانے دو۔ لیکن سنگدلوں نے ایک نہ سنی آخر مسافر احمدی اپنے بچے کی لاش کو لے کر تھانہ میں پہنچا۔ وہاں بھی مسلمان ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے۔ مگر بھلا ہو پولیس کا جس نے لاٹھی چارج کر کے مسلمانوں کے ہجوم کو منتشر کر دیا۔ اور رات کے قریباً ایک بجے بچے کی لاش پولیس کے پہرہ میں دفنائی گئی۔ یہ سپرٹ نہایت شرمناک نہایت ظالمانہ اور سفاکانہ ہے۔ جو لوگ مردوں کے ساتھ بھی دشمنی نہیں گنوا سکتے۔ ان کی رواداری کے گیت گانے والوں کو شرم آنی چاہیئے۔

رسالہ تعلیم الدین (الاسلام) کی اشاعت

اس رسالہ میں احمدی بچوں احمدی خواتین اور نئے احمدی احباب اور نومسلم اصحاب کو گھر بیٹھے قرآن کریم کا ترجمہ سکھلانے کے لئے اسباق القرآن کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ جسکو جناب مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندہری مولوی فاضل سابق مبلغ فلسطین مرتب فرمایا کریں گے۔ اسباق القرآن کے علاوہ حدیث شریف کی نہائت معتبر اور جامع کتاب عمدۃ الاحکام کے اسباق اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا ایک غیر مطبوعہ درس القرآن اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتابوں اور درثمین فارسی کا ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ وحضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے فتاوے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سوانح عمری (مؤلفہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ سول سرجن) وغیرہ مضامین بھی مسلسل شائع ہوا کریں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ رسالانہ چندہ ڈیڑھ روپیہ اور قیمت فی پرچہ صرف دو آنے ہے یہ رسالہ اردو ریویو کے سائز اور حجم پر انشاء اللہ تعالیٰ ماہ بماہ شائع ہوا کرے گا۔ پہلے پرچہ میں چودہ نہائت اہم مضامین درج ہیں۔ اس نمبر کی ضخامت ۴۸ صفحات ہے۔ رسالہ کسی دوست کے نام وی۔ پی نہ ہوگا۔ بلکہ ڈیڑھ روپیہ چندہ وصول ہونے پر جاری کیا جائے گا۔

اسباق القرآن کا نمونہ حسب ذیل ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اَلْ۔ سب۔ تمام۔ ہر ایک۔ حَمْدٌ تعریف
اَلْحَمْدُ۔ تمام تعریف سب تعریف۔ ہر ایک تعریف۔
لِ۔ کی۔ کو۔ اَللّٰہُ۔ اللہ تعالےٰ۔ لِلّٰہِ۔ اللہ کی اللہ کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہر ایک تعریف اللہ (ہی) کی (شان کے لائق) ہے (یا) ہر ایک تعریف اللہ ہی کو ہے۔ ترسیل زر بنام منیجر رسالہ ہو۔ خادم حکیم عبداللطیف گجراتی منیجر رسالہ تعلیم الدین قادیان شریف ضلع گورداسپور۔ پنجاب۔

تلاشِ روزگار

ایک تجربہ کار دستندر جے۔ اے۔ وی ٹریننگ ٹیچر کے لئے جو مڈل وہائی سکولوں میں بطور ہیڈ ماسٹر و اسسٹنٹ انگلش ماسٹر رہ کر افسران بالا کی خوشنودی اور نہائت اعلیٰ وعمدہ سندات حاصل کر چکا ہے ملازمت کی ضرورت ہے خط وکتابت مندرجہ ذیل پتہ پر ہو:۔
چوہدری محمد علی خان بیرم پور ڈاکخانہ گڑھ دیوالہ ضلع ہوشیارپور

محافظ اطفال گولیاں

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو۔ اس غم سے ہر بشر کو الٰہی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا بربا د باغ ہو۔ دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوں یا حمل گر جاتا ہو۔ اسکو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کا مجرب نسخہ مولانا حکیم نورالدین صاحب رضؓ شاہی طبیب کا ہم بناتے ہیں جو نہائت کار آمد اور بے بدل چیز ہے۔ ایک دفعہ منگا کر قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھیں قیمت فی تولہ سوا روپیہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت منگوانے والے سے ایک روپیہ فی تولہ لیا جائے گا۔

عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

مرگی اور ہسٹیریا کا خاص علاج

اگر دورہ پہلی بار ہی کم نہ ہو یا رک نہ جائے تو قیمت واپس۔ مرگی خواہ کسی قسم کی اور ہسٹیریا دونوں امراض کتنی دیرینہ کیوں نہ ہوں ان کا معجزنما علاج ہے چند دن کے اندر صحت میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ آپ اطمینان کریں علاج شروع کر دیں مفصل دوائی کے ہمراہ چھپا ہوا ہوگا۔ قیمت دوائی چار روپے آٹھ آنے مریض کی عمر مرض کی مدت ودیگر ضروری باتیں لکھ کر بھیجدیں۔

المشتہر:۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن ایل۔ ایم۔ پی۔ اینڈ۔ ایل۔ سی۔ پی۔ ایس موگا پنجاب

کتابی تبلیغ والی سکیم کے متعلق حرم محترم حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی رائے

عزیز مکرم ملک صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ':۔
دنیا کی لائبریریوں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر رکھنے کی تحریک مجھے ملی۔ اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہوسکتیں۔ اور اس کار خیر کا عملی جواب یہ ہے۔ کہ میں خود بھی اس ثواب کی خاطر خوشی سے حصہ لیتی ہوں۔ میری بہو اور میرے سب بچے بھی اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور میں اپنی تمام بہنوں سے بھی امید رکھتی ہوں۔ کہ وہ اس میں حصہ لیں گی۔ اور دعا کرتی ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کا اجر دے۔ اور نیک نتائج پیدا کرے۔ والدہ عبدالسلام عمر

مکرمہ وائس پریذیڈنٹ صاحبہ مرکزی لجنہ اماءاللہ قادیان کی چٹھی

مکرم ملک صاحب! آپ کی مجوزہ کتابی تبلیغ والی تجویز بہت ہی پسندیدہ ہے۔ اور اسکو مرکزی لجنہ اماءاللہ نے نہائت قدر کی نظر سے دیکھا ہے۔ اور تمام بیرونی لجنات کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہوئے امید رکھتی ہے۔ کہ وہ اسکی خریداری میں حصہ لیں گی۔ کیونکہ یہ احمدیہ خواتین کے لئے تبلیغ کا ایک نادر موقعہ ہے۔ امید ہے کہ سب بہنیں اس تجویز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس کی خریداری میں بیش از بیش سبقت دکھائیں گی۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل ورحم کے ساتھ آپ کی سعی اور نیک تحریک کو بارآور کرے۔ اور سعید طبائع کے لئے نہائت مؤثر بنائے۔ آمین (محترمہ استانی) مریم اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم

انگریزی سیٹ قیمت رعائتی پانچ روپے۔ فارسی سیٹ قیمت رعائتی ایک روپیہ ۸/۔ اردو سیٹ قیمت رعائتی دو روپے ۸/۔

خاکسار:۔ ملک فضل حسین منیجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

شملہ ۱۲؍جولائی۔ سر سکندر حیات خان آج عازم لاہور ہو گئے۔ تاکہ یونینسٹ پارٹی کے اجلاس میں شمولیت کر سکیں۔ معلوم ہوا ہے کہ آپ موسم خزاں تک ریزرو بنک کی ڈپٹی گورنرشپ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ تاکہ جدید اصلاحات کے ماتحت پنجاب کونسل کے انتخابات میں سرگرمی سے حصہ لے سکیں۔ جہاں تک وزارت تعلیم کا سوال ہے۔ سر سکندر حیات خان وزارت تعلیم قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ فی الحال ریزرو بنک سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ یونینسٹ پارٹی اپنے کل کے اجلاس میں فیصلہ کرے گی کہ جو شخص بھی وزارت تعلیم کے لئے منتخب کیا جائے۔ اسے یونینسٹ پارٹی کی پوری تائید حاصل ہو۔

لکھنؤ ۱۲؍جولائی۔ دریائے تاپتی میں طغیانی کے متعلق مزید تفصیلات مظہر ہیں۔ کہ ضلع گورکھپور میں بیس اور گاؤں زیر آب ہو گئے ہیں۔ اس وقت تک کل گاؤں جو زیر آب ہو چکے ہیں ان کی تعداد ستر تک پہنچ گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ پانی اب کم ہونا شروع ہو جائے گا۔ حکام ضلع دیہاتیوں کی حفاظت اور امداد کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

لاہور ۱۴؍جولائی۔ راؤ بہادر چوہدری چھوٹو رام ایم ایل سی نے پریس کو بیان دیا ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو وزارت تعلیم کے لئے بطور امیدوار پیش نہیں کیا

لنڈن ۱۲؍جولائی۔ ہسپانیہ کی مختلف اطلاعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ بغاوت بدستور جاری ہے۔ جبل الطارق کا ایک پیغام مظہر ہے کہ میڈرڈ پر باغیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔

شملہ ۱۲؍جولائی۔ "سٹار آف انڈیا" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے نے پنڈت جواہر لال نہرو کی سیاسی سرگرمیاں بند کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

مدراس ۱۲؍جولائی۔ بمبئی کے ایک باربرداری کے جہاز میں آگ لگ گئی یہ جہاز آج صبح کراچی سے کوکنادا کی طرف روانہ ہوا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دھواں اٹھتے دیکھ کر کپتان اور عملہ کے دوسرے آدمی سرگرمی سے آگ بجھانے میں مصروف ہو گئے۔ لیکن ہوا کے تیز جھونکوں نے آگ کو بھڑکا دیا۔ جس کی وجہ سے آگ کو فرو کرنے کی تمام جدوجہد رائیگاں گئی۔ نقصانات کا اندازہ نہیں کیا جا سکا۔

روما ۱۴؍جولائی۔ مسولینی کے اس وعدہ کے مطابق کہ جونہی برطانیہ کا داخلی بیڑہ بحیرہ روم سے واپس بلا لیا جائے گا اسی وقت لیبیا کی فوج کو کم کر دیا جائے گا چنانچہ اطالوی افواج کا پہلا دستہ جو لیبیا سے واپس ہوا۔ جینوا پہنچ گیا ہے۔

مانٹریو ۱۴؍جولائی۔ دردانیال پر گذشتہ شب دستخط ہو گئے۔ سب سے پہلے بلگیریا اور اس کے بعد ۹ دوسرے ممالک کے نمائندوں نے دستخط کئے۔

لنڈن ۱۴؍جولائی۔ ہسپانوی سفیر متعینہ لنڈن نے کل رات کئی روز کے بعد پہلی دفعہ میڈرڈ کے دفتر خارجہ سے ٹیلیفونی سلسلہ قائم کیا۔ اور اسے اطلاع ملی کہ ملک میں حکومت کا پلہ بھاری ہے۔ گو سیول ویلنشیا اور سارا گوسا میں جنگ جاری ہے

شملہ ۱۲؍جولائی۔ ذمہ دار حلقوں میں تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ خبر کہ نواب بھوپال کو ریاست سے چلے جانے کا نوٹس دیدیا گیا ہے۔ بالکل بے بنیاد ہے۔

مراد آباد ۱۲؍جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آج صبح بھوجپور اور دہاری سٹیشنوں کے درمیان ایک مسافر گاڑی کے متعدد ڈبے پٹڑی سے اتر گئے جس کے نتیجہ میں ایک مسافر ہلاک اور دو شدید مجروح ہوئے۔ حادثہ کا سبب معلوم نہیں ہو سکا بیان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ لائن بہت خراب تھی۔

لنڈن ۱۴؍جولائی۔ اطلاع ملی ہے کہ ہسپانوی محکمہ فضائی نے میڈرڈ کی حکومت کو دھمکی دی ہے کہ اگر کابینہ نے اطاعت قبول نہ کی تو سرکاری عمارت پر بمباری کی جائے گی۔ نیز معلوم ہوا ہے کہ وہ پلٹنیں جو لاریوں میں اس غرض سے بھیجی گئی تھیں۔ کہ باغیوں کی پیش قدمی کو روکیں۔ پسپا کر دی گئی ہیں۔

میڈرڈ ۱۲؍جولائی۔ کل صبح اہالیان شہر نے تعلقوں کی آوازیں سن کر جونہی پرے ہوشیار بارکوں کی افواج نے بغاوت کر دی اور توپخانہ پر حملہ کر دیا۔ وفادار عساکر نے ان کا مقابلہ کیا اور تین گھنٹے کی جنگ کے بعد حکومت نے دعویٰ کیا۔ کہ انہوں نے صورت حالات پر قابو پا لیا ہے۔ ملاگا کی بارکوں پر بھی مسلسل ہوائی حملے ہو چکے ہیں

قاہرہ ۱۲؍جولائی۔ یہاں لارڈ لائیڈ کے فلسطین میں عہدہ ہائی کمشنری کے متوقع تقرر پر اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ موجودہ ہائی کمشنر مستعفی ہونے کے لئے موقع کے انتظار میں ہیں۔

رنگون ۱۲؍جولائی۔ کل رنگون ہائیکورٹ میں چیف جسٹس اور دوسرے ججان کے ایک مکمل بنچ نے لیجسلیٹو کونسل کے ارکان کے سلسلہ میں ایک نہایت اہم قانونی نقطہ واضح کیا۔ اور وہ یہ کہ ارکان لیجسلیٹو کونسل کو مکمل حق حاصل ہے۔ کہ ایوان کے اندر جس قسم کے سوالات چاہیں کریں اور جس طرح کی تقریر چاہیں کریں ان سے کسی قسم کا تعرض یا بازپرس نہیں کی جا سکتی۔ یہ سوال اس طرح پیدا ہوا تھا کہ ایک چینی نے برما کے ایک ایم ایل سی کے خلاف اس بنا پر ہتک عزت کا دعویٰ کیا تھا۔ کہ موخرالذکر نے اس کے متعلق برما کونسل میں ایک سوال دریافت کیا تھا۔

لکھنؤ ۱۲؍جولائی۔ اخبار "انجنیئر" کا نامہ نگار لنڈن سے اطلاع دیتا ہے کہ پنجاب اور یوپی کے سابق گورنر میلکم ہیلی نے لارڈ ہیلی آف شاہ پور اور نیو پورٹ پیگنل کا خطاب اختیار کر لیا ہے۔ واضح ہو۔ کہ شاہ پور کو لارڈ ہیلی نے آباد کیا تھا۔

لنڈن ۱۴؍جولائی۔ دارالعوام میں ڈچس آف اٹھول کے جواب میں مسٹر آر اے بٹلر نائب سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے کہا۔ کہ ہندوستان میں دہشت انگیزی کی تحریک بہت حد تک کم ہو گئی ہے۔ لیکن ابھی پولیس کی نگرانی ضروری ہے۔

امرتسر ۱۲؍جولائی۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۸ آنے ۹ پائی۔ نخود حاضر ۲ روپے ۲ آنے۔ بمبئی۔ سونا حاضر ۳۴ روپے ۴ آنے ۳ پائی۔ چاندی حاضر ۴۹ روپے ہے۔

شملہ ۱۲؍جون۔ خان بہادر ڈاکٹر خواجہ عبدالرحمن صاحب اگلے ماہ محکمہ حفظان صحت پنجاب کی ڈائرکٹری سے ریٹائر ہونے والے ہیں۔ معلوم ہوا ہے ایک مسلمان اور دو ہندو اسسٹنٹوں سے جو نیز یورپین اسسٹنٹ ڈائرکٹر کو اس اسامی پر مقرر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

لنڈن ۱۲؍جولائی۔ "ڈیلی میل" کا نامہ نگار مقیم پیرس لکھتا ہے کہ جنگی تیاریوں کے سلسلہ میں امسال جرمنی میں السی اور سرسوں کی کثرت سے کاشت کی جا رہی ہے۔ اور حکومت ان بیجوں کے کاشتکاروں کو بڑی بڑی مراعات دے رہی ہے۔

روما (بذریعہ ڈاک) پیرس کے ایک اخبار کے نامہ نگار متعین روما نے اخبار مذکور کو ایک برقیہ ارسال کیا ہے کہ اگرچہ حکومت انگلستان نے اطالیہ کے خلاف تعزیری احکام کی تنسیخ کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن اطالیہ کے سیاسی حلقے ابھی تک اس سے مطمئن نہیں ہوئے جب تک انگلستان اور فرانس سرکاری طور پر اطالیہ کے حبشہ پر قبضہ کو تسلیم نہیں کر لیتے۔ روما اور جنیوا کا تعاون ناممکن ہے۔

بمبئی ۱۲؍جولائی۔ قونصل جنرل افغانستان مقیم بمبئی نے ایک بیان میں اس پراپیگنڈا کی تردید کی ہے۔ جو حکومت افغانستان کے خلاف کیا جا رہا ہے۔ اس میں واضح کیا ہے کہ سکھوں اور ہندوؤں کو افغانستان میں کامل مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اور حال ہی میں شاہ افغانستان نے ان کے مطالبات کی منظوری کے لئے [illegible]